OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 https://www.arjicc.com ISSN (PRINT): 2710-0227
DOI: https://doi.org/10.53575/arjicc.v2.03(21)u11.149-167

صوفیہ کے ملفوظاتی ادب میں خصائص مصطفیٰ ﷺ (خصوصی مطالعہ)

Characteristics of Mustafa (S.A.W.W) in Archaeology Literature of Sufis

Dr. Ammara Rehman
Assistant Professor Dept of Arabic and Islamic Studies ,The University of Faislabad .
Email: ammara.rehman@tuf.edu.pk

Hafiz Sajid Yaqoob
Ph.D Scholar Dept of Islamic Studies BZU ,Multan
Email: hsybzu55@gmail.com

Received on: 11-10-2021 Accepted on: 13-11-2021

Abstract

The contributions of Sufis have been universally accepted in the promotion and spread of Islam, especially in the awakening of love and obedience for the last Holy Prophet Muhammad (S.A.W.W). Moreover, they have prominent role in developing the concern for here after thereby inculcating piety and enlightening the mind and heart of the Muslims followers. In order to illuminate the hearts of Muslims with the pure spirit of Islam, these scholars not only have delivered speeches but have also struggled in written form. They ensured the chastisement of souls in every possible way. The discussion on different aspects of the life of the Holy Prophet (S.A.W.W) along with various and wide ranged debates on Tasawwuf are quite prominent in the malfuzati literature of these saints if analyzed. For they have presented the life of Holy Prophet (S.A.W.W), in front of the followers, as a perfect model to be followed. They have given special details to the beliefs regarding Holy Prophet (S.A.W.W) describing His ethics, respect and love, specialties and miracles and his rights on his ummah. This article deals with these specialties presented in malfuzati literature.

Keywords: Malfuzat, Islam, Tasawwuf, Malfuzati literature

خصائص سے مراد وہ اوصاف و کمالات ہیں جو کسی کی ذات کے ساتھ خاص ہوں اور کسی دوسرے میں نہ پائے جائیں۔ خالق کائنات نے انسانیت کی رشد وہدایت کے لیے اپنے رسل عظام علیہم السلام کو ان گنت اوصاف و کمالات سے متصف فرمایا۔ یہ اوصاف و کمالات ان کے خصائص کہلاتے ہیں اور انہی خصائص کی بنا پر انہیں عامۃ الناس کے مقابلے میں منفرد مقام حاصل ہے۔ جب حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوئے تو مبدء فیض کی طرف سے آپ ﷺ کو ان تمام خصائص و امتیازات کا جامع بنایا گیا جو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں فرداً فرداً موجود تھے۔ اور یہ خصائص انبیاء کرام علیہم السلام کے ایک دوسرے کی نسبت سے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ آپ ﷺ کو وہ بے پایاں اعزازات، القابات، تصرفات، معجزات اور اختیارات عطا فرمائے گئے جو صرف آپ ﷺ کا طرہ امتیاز اور خاصہ ہیں اور اس میں سابقہ انبیاء کرام و رسل

عظام میں سے کوئی آپ ﷺ کا ہمسر نہیں۔

خصائص مصطفیٰ ﷺ دو طرح کے ہیں:

ایک وہ جو آپ ﷺ کو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے مقابلے میں حاصل ہیں جیسے آپ ﷺ کا تخلیق میں اول ہونا، نبوت میں اول ہونا، خاتم النبیین ہونا، آپ ﷺ کو جوامع الکلم عطا کیا جانا، ایک ماہ کی مسافت سے دشمن پر رعب کا طاری ہو جانا، ساری زمین کو مسجد اور باعث طہارت قرار دینا، مال غنیمت کا حلال ہونا، روز محشر آپ ﷺ کو مقام محمود پر فائز کیا جانا، سب سے پہلے شفاعت کبریٰ کا حق عطاء کیا جانا، انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہی دینا کہ انہوں نے پیغام حق اپنی اپنی قوم کو پہنچا دیا تھا۔ دوسری قسم میں وہ خصائص آتے ہیں جو آپ ﷺ کو اپنی امت کے مقابلے میں عطاء کئے گئے جیسے آپ ﷺ کے تشریعی اختیارات، نماز تہجد کی فرضیت، صوم وصال اور چار سے زیادہ بیویوں سے ازدواج، آپ ﷺ کی ازواج کا امہات المومنین ہونا اور آپ ﷺ کے وصال شریف کے بعد آپ ﷺ کی ازواج سے نکاح کا عدم جواز وغیرھا۔

ان خصوصیات کو اہل قلم وقرطاس نے مستقل کتب میں ایک خاص اہتمام کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اہل تصوف جو اہل کردار کا ایک خاص طبقہ ہے بعض نے ذہنی، نظریاتی اور تربیتی مقاصد کے تحت ان خصائص مصطفیٰ کریم کو اپنے مخصوص صوفیانہ انداز میں بیان کیا اور پھر ان کو جمع کر لیا گیا تاکہ ان کا فائدہ بعد کے اہل ذوق کو منتقل ہو اس خاص منہج تدوین کو ملفوظاتی ادب کا نام دیا گیا ہے۔

آپ کے خصائص کو صوفیا کرام نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا۔ یہاں پر آپ ﷺ کے ان خصائص کا ذکر کیا جائے گا جو صوفیہ کے ملفوظاتی ادب میں موجود ہیں۔ ملفوظات صوفیہ اب کی ایک اہم صنف ہے۔ تصوف پر موجود ادب کی تین اہم صناف ملتی ہیں۔ (1) ملفوظات (صوفیہ کی غیر رسمی گفتگو) (2) تذکرہ جات (احوال صوفیہ اور ان کی تعلیمات) (3) مکتوبات (صوفیہ کے خطوط)۔

"کشاف تنقیدی اصطلاحات" میں ملفوظات کے متعلق لکھا ہے:

"ملفوظات کے لغوی معنی ہیں، زبان سے نکلی ہوئی باتیں۔ علم و عرفان میں نمایاں حیثیت رکھنے والے کسی شخص کے مجلسی فرمودات اور اخبار واحوال جو کسی عقیدت مند نے حاضر خدمت رہ کر ایک سامع اور شاہد کی حیثیت سے قلم بند کیے ہوں۔ ملفوظات کہلاتے ہیں۔"1

شاہ سید محمد ذوقی نے ملفوظات کی تعریف یوں کی ہے:

"ملفوظات اس نصیحت آمیز تعلیمی گفتگو کو کہتے ہیں، جو شیخ وقتاً فوقتاً اپنے مریدین و معتقدین کی جماعت میں ان کی اصلاح و ترقی حال کی غرض سے کرتا ہے، یہ تقریریں محض تقریریں ہی نہیں ہوتیں بلکہ شیخ کے مکمل احوال و مواجید کی ملفوظی صورتیں ہوتی ہیں، جن میں لسان قال اور لسان حال کی باہمی ترکیب و امتزاج سے وہ موہنی پیدا ہوتی ہے، جو سامعین پر برقی اور صاحب استعداد مریدین میں حال پیدا کر دیتی ہے۔"2

ان دونوں اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ ملفوظات صوفیہ کا مقصد تربیت، نصیحت اور اصلاح ہے اور یہ کہ عموماً یہ خود شیخ جمع نہیں کرتا بلکہ اس کا کوئی عقیدت مند جمع کرتا ہے۔

اطاعت و محبت رسول اللہ ﷺ کا بعینہ اطاعت و محبت الہیہ ہونا:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو جب ہدایت انسانی کے لیے بھیجا تو اپنے محبوب کی سیرت طیبہ کو بہترین اسوہ قرار دیا۔ قرآن مجید نے جا بجا اپنی اور اپنے محبوب کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور محبوب کی اطاعت در اصل اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہی اطاعت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ اور آپ کی اطاعت واتباع ہر مسلمان پر واجب ولازم ہے۔ ہر امتی ہر حال میں آپ کے ہر حکم کی اطاعت کرے، اور آپ کو جس بات کا حکم دیں اس کی خلاف ورزی نہ کرے۔ کیونکہ نبی کریم کی اطاعت اور آپ کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کر دینا ہر امتی پر فرض ہے۔ آنحضرت کی سیرت، آپ کے اعمال وافعال، آپ کی گفتگو قرآن سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی ہر بات وحی الٰہی کے ذریعے ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کبھی بھی اپنی طرف سے کچھ نہ کہتے تھے۔ آپ اپنی طرف سے قرآن کریم میں کوئی اضافہ نہیں کرتے بلکہ صرف اسی کی اتباع کرتے جو آپ ﷺ کے پاس وحی کے ذریعے پہنچتا، لہٰذا نبی کریم کی فرمانبرداری اور اتباع ہم سب پر فرض ہے اور اسی طرح فرض ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرض ہے۔ صوفیہ کرام نے اپنی عملی جدوجہد کے ذریعہ ہر زمانے میں اسلام کے اخلاقی و روحانی نظام کو زندہ رکھا، صوفیہ کرام سے بڑھ کر تبلیغ اور تعمیر سیرت کا فریضہ کسی اور جماعت نے ادا نہیں کیا۔ صوفیہ کرام بھی حضور کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنے کی تلقین کرتے ہیں مشائخ کی محافل سے بھی یہی کچھ سیکھنے کو ملتا ہے اولیاء اللہ اور صوفیہ کرام کی محافل اس دور میں ابر رحمت کی طرح رہی ہیں۔

حضرت فضل شاہ قطب عالم ملفوظات اخص الخواص میں اطاعت واتباع کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ارکان دین میں سب سے پہلے کلمہ طیبہ ہے۔ اس کا پہلا حصہ "لا إله إلا الله" اور دوسرا حصہ "محمدا رسول الله" صرف لا إله إلا الله کہنا کوئی معنی نہیں رکھتا جب تک محمدا رسول الله کی اطاعت واتباع نہ کی جائے۔ کلمے کا پہلا حصہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے کہ سارے کام اس کے لیے کیے جائیں اور دوسرا حصہ رسول اللہ پر ایمان لانا ہے اور اس طرح ایمان لانا کہ آپ ﷺ کی سیرت سے سارے کام کئے جائیں ۔ حدیث پاک میں ہے جو کلمہ پڑھتا ہے وہ جنت میں جائے گا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ محبوب باری تعالیٰ کی اطاعت واتباع میں عمل کیا جائے اور جو آپ ﷺ کی طرح عمل کرتا ہے وہ دوزخ میں جا ہی نہیں سکتا۔"3

علاؤالدین صدیقی اطاعت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مومن کی منزل دہلیز نبی کریم ﷺ ہے۔ ان ہی کے پیار میں جیئیں۔ ان ہی کی یاد میں اپنی زندگی گزاریں۔ ان ہی کی اداؤں کو اپنا ر ہنما بنا کر اپنا سفر جاری رکھیں۔ ان کی اداؤں کا نام شریعت ہے۔ ان کی رضا ہی رب کی رضا ہے۔ رضا اور ادا دونوں ملیں تو اطاعت بنتی ہے اور اسی اطاعت کو رب کریم اپنی اطاعت مانتا ہے" 4

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿من يطع الرسول فقد أطاع الله﴾5

(جس نے رسول کی اطاعت کی پس اس نے اللہ کی ہی اطاعت کی۔)

یعنی جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

ملفوظ محمود میں ہے:

"معیت واتباع مصطفےٰ میں عبادت واطاعت حق سے بندہ ارادت، مادیت و محبت سے محبوبیت کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔" 6

اس حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله﴾ 7

(آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے تم سے اللہ)

شیخ محمود نے لکھا ہے کہ معیت واتباع مصطفےٰ سے عظیم دولتیں میسر ہوتی ہیں:

"1۔ محبت پروردگار کی بنیادی فطری دولت 2۔ صلاحیت معیت واتباع مصطفےٰ سے مخاطب بنایا جانا 3۔ محبوبیت الٰہیہ کا مژدہ وہی گناہوں کی بخشش کا مژدہ اور خاص مہربانی (جنت کی بشارت) ایک محبوبیت ہی وہ دولت عظمیٰ وسعادت کبریٰ ہے جس کی بزرگی وعظمت و منزلت بے قیاس ہے۔ محب محبوب کو اپنی منشا کی ہر نعمت ودولت سے نوازتا ہے۔" 8

اللہ تعالیٰ کی رضا میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رضا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی رضا میں اللہ کی رضا شامل ہے، یہ دو متوازی یا متضاد چیزیں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی رضا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی رضا میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل ہے۔ یہ دو متوازی یا متضاد چیزیں نہیں ہیں بلکہ ایک ہی آئینہ کے دو رخ ہیں۔

خواجہ سلیمان تونسوی نے فرمایا:

"سالک کو چاہیے کہ حق تعالیٰ کی بے نیازی اور اس کے عذاب سے ہمیشہ ڈرتا رہے اور اوامر کو بجالانے اور منہیات کو چھوڑنے میں پوری کوشش کرے۔ کیوں کہ حقیقت انسانی کا کمال جو کہ محبت کے رابطہ پر موقوف ہے۔ حضرت رسالت پناہ ﷺ کی متابعت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: یارسول اللہ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ پھر اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔" 9

خواجہ نصیر الدین چراغ (متوفی: 757ھ) بیان کرتے ہیں:

"متابعت پیغمبر کی ضرور ہے۔ قولاً، فعلاً وارادۃً ہر طرح سے تا محبت حق تعالیٰ کی دل سے پکڑے، اس واسطے کہ محبت خدا بے متابعت حضرت محمد ﷺ کے حاصل نہیں ہوتی اور یہ آیت پڑھی قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله اور عرض کی، دوسری اس آیت میں اللہ تعالیٰ لفظ تحبونہ کا سابق محبت بندہ سے فرماتا ہے کہ محبت خدا سابق ہے یہ نسبت محبت بندہ کے اللہ تعالیٰ سے اور جملہ مشائخ اس طرف ہیں کہ محبت بندہ کے سابق چاہیے اللہ تعالیٰ سے جملہ مشائخ اس طرف ہیں کہ محبت بندہ کی سابق چاہیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعوني

یحببکم اللہ اس میں توفیق کس طرح ہو، آپ نے افادہ فرمایا کہ یہ آیت شان کفار میں نازل ہوئی تھی۔"10

بندے کی محبت اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے بندے سے۔ بندوں کی محبت اللہ تعالیٰ سے کا یہ مفہوم ہے کہ بندہ اپنے رب کے ہر حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ اسی لیے صحابہ کرام آپ کی سنت کریمہ کی اتباع اور پیروی کو اپنی زندگی میں ہر دم قدم پر اپنے لیے لازم الایمان اور واجب العمل سمجھتے تھے۔

علاؤالدین صدیقی محبت واطاعت کے حوالے سے بات کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"بلاشبہ محبت ایک کیفیت کا نام ہے جس کا تعلق باطن سے ہے۔ اس کے لیے ظاہری دلیل چاہیے تاکہ اپنے بیگانے، چھوٹے اور سچے کا پتہ چلے رب کریم نے اس محبت کی تصدیق کے لیے اطاعت کو اس کی دلیل بنایا اور نبی کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ مثلاً نماز پڑھو ایک حکم ہے۔ کیسے پڑھیں؟ نبی کی اداؤں کو دیکھو وہ جس طرح قیام فرمائیں اسی طرح قیام کرو، وہ جس طرح رکوع فرمائیں تم بھی اسی طرح رکوع کرو، وہ جس طرح سجدہ فرمائیں تم بھی اسی طرح سجدہ کرو۔ گویا اللہ کی بندگی کے لیے آدائے نبی شرط ہے۔ اعمال کا دارو مدار چونکہ نیت پر ہے اس لئے اہل محبت ادائے نبی کے ساتھ ساتھ رضائے نبی کو بھی شرط کے طور پر لازم قرار دیتے ہیں۔

اگر صرف ادا ہی کافی ہوتی تو خود سرکار دو عالم نے جن کو نماز کے دوران مسجد نبوی سے چن چن کر باہر نکالا تھا۔ ادا تو وہاں بھی موجود تھی تو ماننا پڑے گا کہ جب تک رضائے نبی نہ ہو آدائے نبی کام نہیں دیتی۔ رضا اور ادا دونوں ملیں تو عبادت بنتی ہے۔ اطاعت کامل ہو تو محبت کا دعویٰ سچا ثابت ہوتا ہے اور محبت کے لیے ادب لازم ہے۔ ادب کے بغیر شریعت وطریقت کا سارا سفر بیکار ہوتا ہے۔"11

تخلیق کائنات کا نقطہ اول:

کائنات کی تخلیق کی بنیاد محبت ہے اور اس محبت کا ظہور اول اور کائنات کا نقطہ آغاز آپ کی حقیقت نورانیہ ہے اور یہ آپ وہ امتیاز ہے جو کسی کو بھی حاصل نہیں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علاؤالدین صدیقی لکھتے ہیں:

"تقویٰ، علم، کتاب، تدریس، سجدے، رکوع، قیام، قعود، جلسے جلوس، وعظ، تقریر، تسبیح، مصلیٰ، چلہ، یہ سب چیزیں بندگی ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں مگر اس کی بندگی میں حب رسول اللہ اور عظمت رسول اللہ ﷺ کا نور نہ ہو تو دھوکا ہی دھوکا ہے کیوں؟ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کی بنیاد قدرت پر نہیں رکھی۔ علم کو تخلیق کی بنیاد قرار نہیں دیا۔ ربوبیت کو بنیاد نہیں بنایا، جبر، قہر کو بنیاد نہیں بنایا اپنی سطوت، ہیبت کو بنیاد نہیں بنایا اس تخلیق کی بنیاد محبت کو قرار دیا، جب اس تخلیق کا بنیادی عنوان ہی محبت قرار دیا تو اس ساری کائنات میں تخلیق کا پہلا شاہکار کون ہے۔ کس ذات سے اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق کا آغاز فرمایا ہے اور وہ بھی محبت کی بنیاد پر وہ ہیں جناب محمد ۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ نے میرا نور بھیجا۔ جب تخلیق کا پہلا شاہکار ہی جناب محمد ﷺ ٹھہرے تو کون ہے جس کا سجدہ بندگی والا سجدہ اور ہو اجناب محمد پاک کی تعظیم اس کے اندر نہ ہو، یہ ناممکن ہے کہ اس کی بندگی کو بندگی قرار دیا جاتا۔"12

محبوب کائنات تخلیق میں اول ہیں۔ عالم کون ومکان کو ابھی وجود بھی نہیں ملا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عدم سے عالم وجود میں منتقل

فرمادیا قرآن کریم میں کئی مقامات پر اس کا ذکر ملتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لا شريك له وبذلك أمرت وأنا أول المسلمين﴾13

(نہیں کوئی شریک اس کا اور مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔)

اس آیت مبارک میں اللہ تعالیٰ زبان رسالت سے کہلوا رہے ہیں کہ جس خدا نے یہ کائنات تخلیق فرمائی اسی نے مجھے یہ مقام عطا فرمایا کہ اس ساری کائنات میں سب سے پہلے اس کے حضور سر جھکانے والا میں ہی ہوں جس وقت حضرت محمد ﷺ نے بارگاہ ایزدی میں اپنا سر جھکایا اور اللہ کے ایک ہونے کا اقرار کیا۔ اس وقت کائنات میں کوئی اور وجود نہ تھا جو سر جھکاتا یا اس کی ربوبیت کو تسلیم کرتا۔ جب حضور ﷺ کائنات میں سب سے پہلے ساجد، عابد، اللہ کے بندے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے ٹھہرے تو یہ ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ سے پہلے خدا کی کوئی مخلوق نہ تھی۔ اگر کسی کا وجود ہوتا تو وہی سب سے پہلے ایمان لاتا اور اقرار بندگی کرتا۔ اس کا ثبوت احادیث مبارکہ سے بھی ملتا ہے۔ کہ حقیقت انسانی کی اصل حقیقت محمدی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلا تنزل حقیقت محمدی میں فرمایا۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

"أول ما خلق الله نوري"14

(پہلی چیز جو اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے۔)

یعنی پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ حضرت محمد کا نور ہے۔ نیز فرمایا:

"كنت نبيا وآدم بين الماء والطين"15

(میں نبی تھا جبکہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے)

سید محمد ذوقی تخلیق اول کے بارے میں یوں بیان کرتے ہیں:

"آپ کل کائنات سے اسبق اور کل مخلوقات سے اکمل ہیں۔ بلحاظ تخلیق کے آپ ﷺ اول اور بلحاظ ظہور کے آپ ﷺ آخر ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کا وہ نور ہیں جو سب سے پہلے چمکا اور جس سے تمام کائنات کی تخلیق ہوئی۔ آپ ﷺ اصل ہیں جملہ کائنات کی آپ ﷺ خلاصۃ الموجودات ہیں۔ آپ جان عالم ہیں۔ آپ ﷺ اجمال ہیں ان اسماء وصفات کا جن کا ظہور تفصیلی کائنات میں ہے۔ آپ ہی عقل اول ہیں۔ آپ ہی نور نبوت ہیں۔ آپ ہی حقیقت ہیں آدم علیہ السلام کی۔ آپ ﷺ ہی اصل ہیں جملہ انبیاء علیہ السلام کی۔ جس طرح آدم علیہ السلام پر تخلیق کائنات ختم ہوئی، اسی طرح آپ پر تکمیل انسانی ختم ہوئی۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا وہ نور ہیں جو اسماء وصفات کے ظہور سے پہلے درخشاں ہوا۔"16

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں ایک مرتبہ حضرت محمد ﷺ سے پوچھا:

"أخبرني عن أول شيء خلقه الله تعالى قبل الأشياء؟قال: يا جابر إن الله تعالى قد خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره"17

(مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا! اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔)

اسی حوالہ سے ایک اور حدیث مبارک:

"یا رسول اللہ أخبرني عنأول شيء خلقه الله تعالى قبل الأشياء؟ قال:یا جابر إن الله خلق قبل الأشياءنور نبيك من نوره، ولم يكن في ذلك الوقت لا سماء ولا أرض ولا شمس ولا قمر ولا لوح ولا قلم"18

(اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اس چیز کی خبر دے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے پیدا فرمایا: اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا۔ اس وقت نہ ہی زمین و آسمان تھے نہ شمس و قمر تھے اور نہ ہی لوح قلم تھے۔)

یہ حدیث مبارک اس بات کی تصدیق ہے کہ آپ کی ہی وہ منفرد عظیم بے مثل اور یکتا ذات ہے جو وجہ تخلیق کائنات ہے۔ گویا حضور کی ذات مبارکہ کائنات ہست و بود میں اولین تخلیق اور عالم ملکوت میں آپ کے قیام پر متقدمین اور متاخرین کا اجماع رہا ہے، گویا کہ آپ مبداء کائنات ہیں آپ اس وقت بھی موجود تھے جب آسماں تھا نہ زمین، سورج تھا نہ چاند اور نہ لوح و قلم تھے، بس ایک رب کی ذات تھی اور ایک ذات رسول اللہ ﷺ۔

نبوت میں اولیت

تمام انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام نفس نبوت و رسالت میں سب برابر ہیں۔ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان کی نبوت و رسالت میں فرق نہ کریں، ہاں البتہ ان کے اوصاف و کمالات اور معجزات نیز عزم و استقلال اور دیگر باطنی تصرفات اور درجات میں بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرۃ کی متعدد آیات سے یہ بات ثابت شدہ ہے۔ رسول عربی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رفعت و شان کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ سب سے پہلے وصف نبوت سے متصف فرمائے گئے۔

حضرت محمد ﷺ کو جس طرح خلقت میں شرف اولیت حاصل ہے اسی طرح آپ کو نبوت و رسالت پر فائز کیے جانے کے باب میں بھی اولیت حاصل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ نے عرض کیا:

"یا رسول الله، متی جعلت نبیا ؟ قال کنت نبیاوآدم بین الروح والجسد."19

(آپ کو شرف نبوت سے کب نوازا گیا؟ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔)

یعنی آپ ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جب آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے، یعنی ابھی ان میں روح بھی نہیں ڈالی گئی تھی۔ باقی انبیاء کو احکام نبوت کا اجراء بعثت کے بعد ہوتا ہے۔ لیکن حضور کی نبوت مع احکام تخلیق آدم سے پہلے واقع ہوئی۔ اسی طرح کی اور بھی کئی احادیث ہیں جس کا یہی مفہوم ہے جیسا کہ صحابہ نے پوچھا: **متی کنت نبیا؟** "یعنی آپ کب سے نبی ہیں؟" تو حضور ﷺ نے فرمایا **وآدم بین الروح والجسد** ان احادیث کے الفاظ بہت واضح ہیں۔ ان کے بعد تامل کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ آپ کو کب منصب نبوت پر فائز کیا گیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے قول مبارک کے مطابق کہ جب آپ کو تمام مخلوقات میں سے عدیم النظیر اور یگانہ بنا کر اپنے پاس جگہ دی۔ یعنی آپ کے نور کو پیدا فرما کر آپ کی تخلیق کو کمالات اور نبوت سے اکمل کر دیا کہ انبیاء کی ارواح کی طرف متوجہ ہو پس اس نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت سے اور طاقت سے ان سب کو اپنے نور سے ڈھانپ لیا۔ قرآن کریم میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

﴿وإذ أخذ الله ميثاق النبيين لما آتيتكم من كتابٍ وحكمة ثم جاءكم رسول مصدقلما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه قال أأقررتم وأخذتم على ذلكم إصري قالوا أقررنا قال فاشهدوا وأنا معكم من الشاهدين﴾20

”جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمھیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس وہ تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تم ضرور ان پر ایمان لاوگے اور ضرور ان کی مدد کروگے۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا، سب نے عرض کیا: ہم نے اقرار کر لیا فرمایا تم گواہ ہو جاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔“

غرض یہ تمام انبیاء کو نبوت بھی حضوںؐ کے چراغ نبوت ورسالت کے وسیلے سے ملی۔ تمام انبیاء کی نبوت، نبوت محمدی ﷺ کے فیضان سے فیض یاب ہوئی۔ اور اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ تمام نبی پہلے حضرت محمد کی نبوت پر ایمان لائے۔ اور اس ایمان لانے کے صدقے اور اس اقرار کے صلے میں انھیں نبوت کے منصب پر فائز کیا گیا۔

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی خوبصورت الفاظ میں آپ کے مقام نبوت ورسالت کی تصویر کشی کرتے ہیں:

ے تو ہے خورشید رسالت پیارے
چھپ گئے تیری ضیاء میں تارے
انبیاء علیہم السلام اور ہیں سب مہ پارے
تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں(21)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

سب نبی نور ہیں لیکن ہے تفاوت اتنا
نیر نور ہو تم سارے رسل تارے ہیں(22)

رسالت عامہ:

آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آپ کی نبوت ورسالت جمیع خلق کے لیے عام ہو گئی۔ اس طرح نبی کریم کا یہ خاصہ ہے کہ آپ کو پوری کائنات کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وما أرسلناك إلا كافة للناس بشيرا ونذيرا﴾23

(اور ہم نے آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے کے لیے بھیجا گیا ہے۔)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"كان النبي يبعث إلى قومه خاصة، وبعثت إلى الناس كافة"24

(ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا جبکہ مجھے تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔)

"كان النبي يبعث إلى قومه خاصة وبعثت إلى الناس عامة"25ۓ

(ہر نبی خاص ایک قوم کی طرف بھیجا جاتا رہا جبکہ مجھے عامۃ الناس کی طرف مبعوث کیا گیا۔)

ان احادیث مبارکہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر نبی کسی مخصوص قوم کی طرف بھیجا جاتا رہا۔ آپ کی نبوت و رسالت ان سے منفرد ہے۔ اس لیے آپ کو تمام کائنات جس میں جن اور ملائکہ بھی شامل ہیں کی طرف مبعوث کیا گیا۔ اس طرح آپ کی نبوت میں وقت اور اور مقام کی قید نہیں ہے۔ جس طرح باقی انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت میں تھی۔

تمام امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ عام امتیوں سے اولیاء افضل ہوتے ہیں۔ اور اولیاء سے انبیاء افضل ہوتے ہیں اور انبیاء سے افضل رسل اور تمام رسولوں سے سید المرسلین افضل و اعلیٰ ہیں اور صوفیا بھی اسی عقیدہ پر پابند ہیں۔

جیسا کہ نصیر الدین چراغ دہلوی کا قول ہے:

"کمال انبیاء کا، کمال رسل سے ہے اور کمال اولیاء کا، کمال انبیاء سے ہے۔"26

یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کی زمانوں اور مکانوں یا اقوام میں تحدید میں جو بظاہر شفاعتی کمال تھا وہ جناب ختمی مرتبت کی نبوت عامہ سے تکمیل آشنا ہوا تو اس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام تکمیل اولیاء ہیں، رسل عظام مکمل انبیاء ہیں۔ جب کہ آپ ﷺ مکمل مراتب رسل عظام ہیں اور یہ مرتبہ آپ ﷺ ہی کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اصل الاصول ہونا

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ اصل الاصول ہیں۔ اصل الاصول کا مطلب یہ ہے کہ کل کائنات آسمان و زمین، عرش و کرسی، لوح و قلم، شجر و حجر، جن و انس اور جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے سب کی اصل رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے، اور اسی عقیدہ کے قائل صوفیہ کرام ہیں۔

جیسا کہ خواجہ شمس العارفین فرماتے ہیں:

"دوسری آسمانی کتابوں میں آنحضرت ﷺ کے متعدد اسماء گرامی کا ذکر آیا ہے، جن میں سے ایک اسم "امی" ہے، اور اس کے تین معنی بیان کئے گئے ہیں۔۔۔(2) عرب اپنے محاورے میں ہر چیز کی اصل کو "ام" کہتے ہیں۔ مکہ معظمہ کو "ام القریٰ" اسی لئے کہا گیا ہے کہ وہ

درجے کے لحاظ سے تمام شہروں کا سردار اور محل وقوع کے لحاظ سے زمین کے مرکزی نقطے پر واقع ہے۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے "امی" کا لقب اس لئے دیا ہے کہ آپ ﷺ تمام موجودات کے اصل الاصول ہیں۔" 27

اسی مفہوم کو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اس شعر کے سانچے میں بیان کیا ہے، آپ لکھتے ہیں کہ:

تو اصل وجود آمدی از نخست

دیگر ہر چہ موجود شد فرع تست 28

(تیرا وجود اصلی ہے اور باقی جو کچھ موجود

ہے سب تیری فرع ہیں)

اور حضرت خواجہ شمس العارفین کے اس قول کی تائید میں احادیث کثیرہ وارد ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔

''کلاالخلائق من نوري و انا من نور الله''29

(تمام مخلوقات میرے نور سے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں)

مندرجہ بالا ملفوظ اور اس کے مؤیدات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اصل الاصول یعنی کائنات کی اصل ہیں، اور یہ شرف و عزت کائنات میں آپ کے حصہ میں آئے، کسی اور کو یہ مقام شرف حاصل نہیں ہوا، لہذا کائنات کی اصل ہونا آپ کے خصائص میں سے ہے۔

رحمت عامہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رشد و ہدایت اور انہیں قوت و فلاح کی راہ چلانے کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء کرام اور رسل وعظام علیھم السلام مبعوث فرمائے، لیکن وہ سب کسی خاص خطے اور علاقے کی لئے اور خاص قوم کی طرف مبعوث کئے گئے، آپ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ زماں و مکاں کی حدود و قیود کے بغیر کل کائنات کی طرف رسول بنا کر مبعوث فرمائے گئے۔ آپ کی نبوت و رسالت جس طرح عام ہے اسی طرح آپ کی رحمت بھی کل عالمین کو شامل ہے اور یہی عقیدہ صوفیہ کرام کا بھی ہے جیسا کہ خواجہ شمس العارفین نے فرمایا:

''آنحضرت کو تمام مخلوقات عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے پھر تفسیر حسینی کے حوالے سے فرمایا: رسول اکرم ﷺ رحمت ہیں بطور مومنوں کے لئے کہ جنہوں نے آپ سے ہدایت کا راستہ پایا۔ آنحضرت ﷺ کفار کے لئے بھی رحمت ہیں، کیونکہ وہ آپ ﷺ کی بدولت عذاب الٰہی کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہے۔" 30

اس کے بعد خواجہ شمس العارفین نے فرمایا:

''یہ بھی آپ ﷺ کی رحمت ہی تھی کہ آپ نے کسی مقام پر بھی اپنی امت کو فراموش نہیں کیا، خواہ آپ مکے یا مدینے میں قیام فرما ہوتے خواہ عرش معلیٰ سے بھی برتر مقام قاب قوسین میں ہوتے اپنی امت کو ان الفاظ سے یاد فرماتے السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین، قیامت کے دن جب آپ ''شفاعت کبریٰ'' کے مقام پر فائز ہوں گے تو اس وقت بھی زبان مبارک سے ''امتی امتی'' فرماتے رہیں

گے۔"31

اس ملفوظ میں خواجہ شمس العارفین نے تمام صوفیہ کے عقیدے رحمت عالم ﷺ کی ترجمانی کی ہے کہ آپ کا رحمۃ اللعالمین ہونا آپ کی خصوصیت ہے کائنات میں یہ شرف کسی اور کے حصے میں نہیں آیا۔

مہر نبوت:

ملفوظات راحت المحبوبین میں خواجہ محمد نظام الدین اولیاء "مہر نبوت" کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جس نے مہر نبوت کو ایک نظر دیکھا، اللہ تعالی نے اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دی اس واسطے کہ حدیث میں ہے کہ جس روز ابو جہل نے آنحضرت سے کشتی لڑنی چاہی تو حضور کو فرمان الٰہی ہوا کہ کپڑوں سمیت لڑائی کرنا ایسا نہ ہو کہ ابو جہل مہر نبوت دیکھ لے اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جائے۔ نیز فرمایا کہ جب آنحضرت ﷺ کا وصال ہوا تو غسل کے وقت مہر نبوت پشت مبارک پر نہ تھی۔ کہا کہ اسے جبرائیل علیہ السلام لے گئے ہیں اور اس سے زمین و آسمان کے دروازوں پر مہر لگائی گئی ہے تاکہ آئندہ کوئی آنحضرت ﷺ کا سا پیدا نہ ہو اور نیز اس واسطے کہ جبرائیل علیہ السلام آسمان سے نیچے نہ اتریں۔ (پھر "وحی " لے کر نہیں اترے) اس وقت ایک عزیز حاضر خدمت تھا اس نے سوال کیا کہ جب سے زمین و آسمان کے دروازوں پر مہر لگائی گئی ہے آیا جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے ہیں یا نہیں؟ فرمایا، میں نے سنا ہے کہ ہر رات جبرائیل علیہ السلام مع ان تمام مقرب فرشتوں کے جو اللہ تعالی کی عبادت بندوں کی طرح کرتے ہیں، خانہ کعبہ کی چھت پر اترتے ہیں اور امت محمدی ﷺ کی بخشش کے لیے دعا کرتے ہیں۔"32

جہانگیر سمنانی حضور ﷺ کے مہر نبوت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"درمیان ہر دو کتف او مہر نبوت بود مثل بیضہ چکور رنگ آن مہر مثل بدن بود۔"33

حضور ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی جیسے چکوریا، کبوتر کا انڈہ ہوتا ہے اس مہر کا رنگ جسم اطہر کے رنگ کے موافق تھا اور اس پر تل تھے سینہ مبارک موتی کی مثل تھا۔

حضور ﷺ کا رعب:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وللہ العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون﴾34

(حالانکہ (ساری) عزت تو صرف اللہ کے لیے، اسکے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے مگر منافقوں کو اس بات کا علم ہی نہیں۔)

سید محمد ذوقی ملفوظات تربیۃ العشاق میں حضور ﷺ کے رعب کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

"رسول کریم ﷺ کا رعب ایک مہینے کی مسافت تک پھیلا ہوا تھا فرمایا موجودہ زمانے کے لوگ اپنے آپ کو بڑا معزز سمجھتے ہیں۔ لیکن عزت اور چیز ہے۔ ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیت المقدس تشریف لے جانے کا واقعہ بیان فرمایا اور

بتایا کہ باوجود یہ کہ معمولی لباس میں تھے لیکن مخالفین پر کس قدر رعب طاری ہوا۔"35

یعنی جو دشمن مجھ سے جنگ کرنے آتے ابھی وہ ایک ماہ کے راستے پر مجھ سے دور ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں میری ہیبت چھا جاتی ہے اور یہ خوبی (معجزہ) کسی اور کو نہیں دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کی ذات کو رعب دار اور ذی وجاہت بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے حسن و جمال کو صرف اتنا ہی ظاہر ہونے دیا جس سے لوگوں کی راہنمائی ہو سکے۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ وہ اللہ کے محبوب کے حسن و جمال کی ساری اداؤں کا احاطہ کر لے تو یہ ممکن نہیں ہے۔

شفاعت مصطفیٰ :

اللہ نے حضرت محمد ﷺ سے فرمایا کہ ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا۔ حضرت محمد ﷺ کے ذکر کی یہ بلندی دنیا میں زمین و آسمان پر یوں ظاہر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام مومنین ان پر درود و سلام بھیجتے ہیں، اذان میں بھی نبی کریم کی رسالت کی گواہی دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ میں اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب ﷺ کا نام جوڑا اور قرآن پاک میں بھی کئی مقامات پر "اللہ اور اس کا رسول" کہہ کر آپ کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر بلندی عطا کی۔ صرف اپنی ذات پر ایمان کو ادھورا قرار دیا اور کسی کو بھی نبی کریم پر ایمان لائے بغیر اپنی بارگاہ میں قبول نہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد کے ذکر کو آخرت میں بلند تر کرنے کے لیے بخشش کا تمام تر دار و مدار ان کی شفاعت پر رکھا تاکہ وہ لوگ جو دنیا میں آپ کی شان کے منکر تھے آج ان کی شان کی بلندی دیکھ لیں کہ اللہ جس کو بخش رہا ہے ان کے وسیلے اور شفاعت سے بخش رہا ہے۔ شفاعت، سفارش کو کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں: 1۔ گناہوں کی بخشش کے لیے۔

2۔ مراتب کی بلندی کے لیے

ملفوظات اخص الخواص میں فضل شاہ قطب عالم شفاعت کے بارے میں فرماتے ہیں :

''اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو چراغ سے تشبیہ دی ہے، اس سے بے شمار دوسرے چراغ روشن ہو سکتے ہیں جبکہ چاند اور سورج سے نئے چاند اور سورج بنائے جا سکتے۔ چنانچہ محبوب رب کی معیت اور محبت کی بدولت ان گنت چراغ روشن ہوئے جو شفاعت کریں گے۔ شفاعت کی حقیقت شہادت ہے۔ حق پر شہادت کی حقیقت احسن اتباع ہے۔ شفاعت کا مقام حبیب کبریا اور بزرگان دین کا ہے جو ہمارے کردار و اعمال کے شاہد ہیں۔ جب شہادت دی جاتی ہے۔ تو شاہد کو دیکھا جاتا ہے مشہود کو نہیں۔''36

مقام محمود:

مقام محمود ایسا مقام عالی ہے کہ قیامت کو اس مقام پہ فائز ہستی کی اولین و اخرین تعریف کریں گے۔ تب خود اللہ تعالیٰ بھی آپ ﷺ کی تعریف فرمائیں گے اور یہی معنی اسم گرامی محمد ﷺ میں بھی موجود ہے جس کے معنی یہ ہے کہ اس مخصوص درجہ کو ہمیشہ سے آپ ﷺ ہی کے لیے خاص فرما دیا گیا ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا جو میرے لیے اس مقام کی دعاء کرے گا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گی

۔اس کاذکر سید شاہ وارث حسن کرتے ہیں کہ اذان کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے وہ بھی رسول خدا ﷺ کی تعلیم کردہ دعا ہے اور وہ یہ ہے:

"اللهم رب هذه الدعوة التامة، والصلاة القائمة، آت محمدا الوسيلة والفضيلة، وابعثه مقاما محمودا الذي وعدته، إلا حلت له الشفاعة يوم القيامة"

یعنی مختصر مطلب اس دعا کا یہ ہوا کہ اے اللہ! تو آنحضرت ﷺ کو ارفع درجات اور مقام محمود عطا فرما اور ہمارے حق میں ان کی شفاعت قبول فرما۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ جب حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں وعدہ فرمالیا ہے کہ ہ آپ کی شفاعت قبول فرمائے گا تو پھر اب بندوں کی جانب سے اس دعا کی کیا ضرورت رہی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ اس دعا میں کیا راز ہے۔

اس دعا کی تعلیم میں دراصل مصلحت یہ تھی کہ آپ کی امت بھی اس عظمت میں جو حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مرحمت فرمائی ہے آپ کے ساتھ شامل ہو جائے۔ انسان جب کسی شخص سے اس کے محبوب کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کی نگاہ میں عزیز ہو جاتا ہے اور وہ یہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ یہ شخص میرے محبوب کا خیر خواہ ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی باپ سے اس کے بیٹے کے متعلق خیر خواہی کے کچھ کلمات کہے یا بیٹے کے متعلق کوئی سفارش کرے یا بیٹے کے لیے کوئی تحفہ پیش کرے تو باپ کا دل اس شخص سے کتنا خوش ہوگا۔ چنانچہ اس دعا کی تعلیم کا مقصد یہ نہیں کہ بارگاہ اقدس میں مقبولیت شفاعت کی دعا کی جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی توجہ اور رحمت امت کی جانب مبذول ہو۔

دوسرا نکتہ اس دعا کی تعلیم میں یہ ہے کہ جب کسی شخص نے کسی مرتبہ بلند کے حصول میں کسی دوسرے شخص کی کوشش بھی شامل ہو جاتی ہے تو مرتبہ پانے والے پر حق ہو جاتا ہے کہ جو شخص اس حصول مرتبہ میں ساعی رہا ہے اس کی جانب بھی التفات خاص رکھا جائے لہٰذا اپنی امت سے اپنے لیے مقام محمود کی دعا منگوا کر حضور سرور کائنات نے امت کو اپنی شفاعت کا مستحق بنا دیا۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ مقام محمود کے متعلق کوشش میں اپنی امت کو شامل فرمالینے سے حضور سرور کائنات ﷺ نے گویا اپنی امت کو بھی اپنے ساتھ اس مقام عالیہ میں شریک کر لیا۔''37

اگرچہ دیگر انبیاء کرام باذن الٰہی شفاعت کریں گے اور صرف اپنی امتوں کے حق میں شفاعت کریں گے اور کوئی بھی کسی نبی کے لیے شفاعت نہیں کرے گا۔ جب کہ آپ انبیاء کرام علیہم السلام کی بھی شفاعت کریں گے یعنی آپ ﷺ شفیع الشفعاء ہیں جیسا کہ امام احمد رضا خان کے ملفوظات میں ہے:

"بے واسطہ اللہ عزوجل تک پہنچنے والے صرف محمد رسول اللہ ہیں۔ یہ ہی سبب ہے کہ روز قیامت تمام انبیاء، اولیاء، و علماء علیہ السلام کی شفاعت فرمائیں گے، ان کی شفاعت حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں ہو گی۔ بارہ گاہ عزت عزوجل میں شفاعت فرمانے والے صرف حضور ﷺ ہیں۔" 38

نبی علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیاء، صلحاء اور علماء و شہداء شفاعت کریں گے۔ لیکن ان کی شفاعت بالواسطہ ہو گی جب کہ نبی علیہ السلام کی

شفاعت بلا واسطہ ہو گی اسی کو امام احمد رضا خان نے بیان کیا ہے۔

مقام رضا:

ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد کی چاہتا ہے اور یہ آپ کی محبوبانہ خصوصیت ہے چنانچہ قرآن حکیم ہے:

﴿ ولسوف يعطيك ربك فترضى﴾39

(اور عنقریب آپ کا رب اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔)

اگرچہ تمام انبیاء اور اولیاء شفاعت کریں گے لیکن نبی علیہ السلام کی خصوصیت اس باب میں یہ ہے کہ باب شفاعت آپ ہی کھولیں گے اور آپ سے پہلے کسی کو اذن شفاعت نہیں دیا جائے گا۔ اس حوالے سے پیر جماعت علی شاہ لکھتے ہیں:

"خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں اتنی رحمت اتنا فضل کریں گے کہ آپ راضی ہو جائیں گے آپ کی رضا کو منظور ہے جب یہ آیت شریف نازل ہوئی تو صحیح بخاری کی حدیث شریف ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا دیا کہ مجھے راضی کرلیں گے فرمایا "قسم کھا کر فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں کبھی راضی نہیں ہوں گا اگر میرا ایک بھی غلام دوزخ میں رہ جائے گا۔" میرا نام لیوا اور پھر دوزخ میں جائے جب خدائے تعالیٰ نے بغیر آپ کی شفاعت، سفارش کے فرمایا ہے کہ یا رسول اللہ ہم آپ کو راضی کرلیں گے اور آپ قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ آپ کو راضی کرنا ہمارا کام ہے تو شفاعت اب کدھر رہی رضا مقدم رکھی گئی ہے تو اس کے سامنے شفاعت کوئی چیز نہیں۔

پھر فرمایا قیامت کے دن ساری مخلوق اکٹھی ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں جائے گی کہ آپ ہمارے باپ ہیں بارگاہ الٰہی میں ہماری سفارش کرو۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ مجھے حکم ہوا تھا کہ اس درخت کا دانہ نہ کھانا میں نے غلطی سے کھا لیا تھا اس لیے میں معذور ہوں تمہاری شفاعت نہیں کر سکتا۔ مخلوق پھر حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں جائے گی پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام، پھر موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائے گی تو سارے پیغمبر علیہ السلام کہیں گے کہ ہماری اپنی سفارش کرنے والے حضرت محمد ہی ہیں۔ جب ساری مخلوق حضرت محمد کی جناب میں حاضر ہو گی تو آپ ان سب کی سفارش فرمادیں گے۔"40

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ممتاز خصوصیات میں سے ایک خصوصیت مقام رضا بھی ہے اور آپ کی رضا آپ کے خالق و مالک کو مطلوب و محبوب ہے۔

آپ کے سبب سے امت کا خیر امم ہونا:

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور ان کے درمیان فضیلتوں کو تقسیم کر دیا، حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ان کے احترام کے لیے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر انہیں اور ان کی بیوی کو زمین میں اتار دیا، اور ان کی اولاد شہروں میں پھیل گئی اور طویل عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین میں ایک دوسرے پر فضیلتیں عطا کیں ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وهو الذي جعلكم خلائف الأرض ورفع بعضكم فوق بعضٍ درجاتٍ﴾41

(اور وہی ہے جس نے بنایا تمہیں (اپنا) خلیفہ زمین میں اور بلند کیا ہے تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں)

اور اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو دیگر امتوں کی بہ نسبت خاص فضیلت وعزت سے نوازا ہے۔

شیخ شرف الدین ی منیری نے فرمایا:

"جس طرح سے کہ اس امت کے پیغمبر علیہ السلام کو تمام پیغمبران علیہ السلام پر فضیلت حاصل ہے اسی طرح اس امت کو تمام پیغمبروں کی امتوں پر بھی فضیلت حاصل ہے۔"42

اور اسی حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كنتم خير أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله﴾43

(ہو تم بہترین امت جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت و بھلائی) کے لیے تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو برائی سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔)

یعنی اس امت کو بھلائی میں اس لئے دوسری امتوں پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ یہ امت دین کی بنیادوں پر قائم ہے۔ یہ بھی آپ کا امتیازی شرف ہے کہ آپ دیگر تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اور آپ کو اس کی افضلیت کی وجہ سے آپ کی اطاعت بھی تمام امتوں سے بہتر اور خیر امم قرار پائی ہے اس کو خواجہ نظام الدین نے اپنے ملفوظ میں بیان کیا ہے۔

خواجہ نظام الدین اولیاء امت محمدیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"رسول اللہ را برسید ند کہ یا رسول اللہ ﷺ مرا خبر کن از فضل ابن امت کہ بقیامت امت تو چند گروہ شو ور سول گفت علیہ السلام کہ فضل این امت۔۔۔"44

رسول خدا سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! اس امت کی فضیلت کے بارے میں کچھ فرمائیں۔ نیز یہ کہ قیامت کو آپ کی امت کے کتنے گروہ ہوں گے؟ فرمایا میری امت کو دوسری امتوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو مجھے دوسرے پیغمبروں پر حاصل ہے اور قیامت کے دن میری امت کے چار گروہ ہوں گے۔ پہلے گروہ کی شفاعت ایسی ہی ہو گی جیسے پیغمبروں کی، وہ علماء اور مشائخ ہوں گے، دوسرا گروہ بغیر حساب جنت میں داخل ہو گا اس میں شہید شامل ہوں گے، تیسرے گروہ پر اللہ تعالیٰ حساب آسان کر کے بہشت میں بھیج دیے گا، یہ مفتی لوگ ہوں گے، چوتھا وہ گروہ ہو گا جن کی سفارش میں کروں گا اور وہ لوگ گناہ گار ہوں گے۔

یہ بھی آپ ﷺ کا امتیازی شرف ہے کہ آپ دیگر تمام انبیاء سے افضل ہیں اور آپ ﷺ کو اس افضلیت کی وجہ سے آپ ﷺ کی امت بھی تمام امتوں سے بہتر اور خیر امم قرار پائی ہے اس کو خواجہ نظام الدین اولیاء نے اپنے ملفوظ میں بیان کیا ہے جس کا خلاصہ ہے:

"ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ تورات پڑھ رہے تھے تو وہاں پر سو مرتبہ محمد ﷺ لکھا دیکھا۔ پوچھا یا الٰہی! یہ کون محمد ﷺ ہے۔ حکم ہوا کہ

اے موسیٰ علیہ السلام ! وہ میرا دوست ہے، ساتوں آسمان اور زمینیں پیدا کرنے سے ہزار سال پہلے ان کا نام عرش پر لکھا تھا۔ پس اے موسی علیہ السلام ! اسی کی دوستی میں زندگی بسر کر اور اسی کی دوستی میں مرتا کہ قیامت کے دن میں اسی کے ہمراہ تیرا حشر کروں پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، اے پروردگار ! جب کہ محمد ﷺ تیرا سب سے پیارا دوست ہے تو کیا اس کی امت میری امت سے افضل ہے ؟ فرمایا، اے موسیٰ علیہ السلام ! امت محمدی کو باقی امتوں پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی مجھے بندوں پر۔

نیز پھر فرمایا کہ تمام اہل بہشت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں ستر صفیں امت محمدی کی ہوں گی اور باقی دوسرے پیغمبروں کی۔ پھر عرض کی توریت میں دیکھتا ہوں کہ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو روزے رکھیں گے اور ایک روزے کا ثواب انہیں ایک سو سال کے روزوں کے برابر ملے گا، انہیں میری امت بنا۔ فرمایا، اے موسیٰ علیہ السلام ! وہ امت محمدی سے ہوں گے۔ پھر موسی نے آرزو کی کہ کاش میں حضرت محمد ﷺ کی امت سے ہوتا۔ ''45

مختصر یہ کہ اس امت کو بھلائی کے بہت زیادہ مواقع فراہم کئے گئے ہیں۔ سب سے افضل ترین دن اسی امت کو عطا کیا گیا جبکہ دوسری امتیں اس سے محروم رہیں۔ اور امت محمدیہ کے فضائل دوسری امتوں کے درمیان اس طرح واضح ہوتے ہیں کہ امت محمدیہ دوسری امتوں کو اپنے لیے بہترین دین کی دعوت دیتی ہے۔ اور جس طرح اللہ نے اس امت کو دین کے ذریعہ عزت دی ہے اسی طرح دنیا میں رزق کے بھی ایسے مواقع فراہم کئے جو دوسری امتوں کو عطا نہ کیئے گئے۔ صوفیہ کرام کے اقوال اور ارشادات خواہ وہ "ملفوظات" کی شکل میں ہو یا "مکتوبات" کی صورت میں، محاورات کی شکل میں زبان داں ہوں یا ان کے وعظ وارشادات نصائح، فقرے اور صوفیانہ شعر وشاعری وغیرہ پر مشتمل ہوں بلاشبہ ملفوظاتی ادب ناقابل فراموش گراں قدر سرمایہ ہے۔

خلاصہ کلام:

صوفیہ کرام نے حضرت محمد مصطفیٰ کے ان خصائص کا اپنی مجالس میں اپنے مخصوص انداز میں ذکر کیا کہ جن سے ایمان میں حلاوت، تازگی اور نرمی نصیب ہوتی ہے۔ چونکہ اولیاء کرام اپنے نبی کی صفات، شمائل اور خصوصیات کا عکس جمیل ہوتے ہیں اور خصائص نبوت کا فیضان ان کو نصیب ہوتا ہے۔ اس لیے ان خصائص کا ذکر کرنا ان کا گویا فرض منصبی ہوتا ہے۔ یہی چیز جسے نبی کریم کو دیگر رسل عظام سے ممتاز کرتی ہے۔ تو آپ کی امت کے اولیاء کرام کو بھی آپ کی نسبت سے یہ شرف امتیاز حاصل ہوتا ہے اور وہ امم سابقہ کے اولیاء کرام میں ان خصوصی صفات کے فیضان کی وجہ سے ممتاز اور منفرد ہوتے ہیں۔

صوفیہ کرام نے اپنے ملفوظات میں اپنے خلفاء و مریدین اور طالبین کی رشد وہدایت کے لیے جس طرح آیات کریمہ اور احادیث نبویہ کا درس دیا، اسی طرح انہوں نے اپنے ملفوظات میں آپ کی خصائص وامتیازات کے دلنشین گوشوں کو بھی بڑی عزت واحترام کے ساتھ بیان کیا اور آپ کے خصائص وامتیازات بیان کر کے اہل ایمان کے دلوں میں محبت مصطفیٰ کریم ﷺ کی شمع افروزاں کرنے کی کوشش کی۔ نیز انہوں نے آپ ﷺ کی اطاعت واتباع کو لازم پکڑنے کی تلقین کی۔ اور واضح کیا کہ دنیا وآخرت کی ساری بھلائیاں آپ ﷺ کے دامن رحمت

سے وابستگی اور آپ ﷺ کی کامل محبت میں مضمر ہیں اور یہ محبت آپ کے اوصاف اور خصائص کریمانہ کے ذکر سے مزید بڑھتی ہے۔

حوالہ جات

1. حفیظ صدیقی، ابوالاعجاز، کشاف تنقیدی اصطلاحات، لاہور، اردو سائنس بورڈ، 1985ء، ص1868
2. وارث حسن، شاہ، ملفوظات شاۃ العنبر، (مرتبہ: سید محمد ذوقی)، کراچی، پرائم پرنٹرز، 2004ء ص35-34
3. قطب عالم، فضل شاہ، اخص الخواص، (مرتبہ ملفوظات: نواز رومانی)، لاہور: تصوف فاونڈیشن، ۱۹۹۹ء، ص۲۴۵
4. علاؤالدین صدیقی، پیر، مفتاح الکنز، (مرتبہ ملفوظات: محمد انیس صدیقی)، لاہور: محمد الطاف نیروی، س۔ن، ص۲۰۷۔۲۰۸
5. النساء4:۸۰
6. ہزاروی، محدث، ملفوظ محمود، محبوب آباد: جامعہ حنفیہ قادریہ، ۱۳۹۱ھ، ص۸۸
7. آل عمران3:۳۱
8. ہزاروی، محدث، ملفوظ محمود، ص۸۸
9. سلیمان تونسوی، خواجہ، نافع السالکین، لاہور: ۱۲۸۵ھ، ص۹۷
10. نصیرالدین چراغ، حضرت خواجہ، ملفوظات خیر المجالس، (مرتبہ: حمید شاعر قلندر)، کراچی، واحد بک ڈپو جونہ مارکیٹ، س ن، ص۲۷۔۲۸
11. علاؤالدین صدیقی، پیر، مفتاح الکنز، ص۲۶۰
12. ایضاء، ص۱۰۶
13. الانعام6:163
14. حلبی، نورالدین، السیرۃ الحلبیہ، بیروت: دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۲۵ھ، ج۱، ص۲۱۴
15. صالحہ، یوسف، محمد بن، سبل الھدی الرشاد،، بیروت: دارالکتب العلمیۃ، ج۱، ص۸۰
16. محمد ذوقی، شاہ، سر دلبراں، لاہور: الفیصل ناشران، 2008ء، ص103
17. حلبی، نورالدین، السیرۃ الحلبیہ،، ج۱، ص۲۱۴
18. ایضاء ص۲۱۴
19. صالحہ، یوسف، محمد بن، سبل الھدی الرشاد، ج1، ص79
20. آل عمران: 81
21. الحدائق، ج1، ص45
22. ایضاء ص271
23. السباء: 27
24. بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، باب قول النبی ﷺ جعلت، رقم الحدیث: ۴۳۸
25. ایضا، باب کتاب التیمم، رقم الحدیث: ۳۳۵

26. دہلوی، نصیر الدین، خواجہ، خیر المجالس، (مرتبہ: حمید شاعر قلندر)، ص87
27. خواجہ شمس الدین سیالوی، مرآت العاشقین، (مرتبہ: سعید)، لاہور: المعارف گنج بخش، ۱۹۹۸ء، ص25
28. سعدی شیرازی، شیخ، بوستان سعدی، بہاولپور: مکتبہ اویسیہ رضویہ، س ن، ص11
29. صاوی، حاشیہ، الصاوی علی الشرح الصغیرہ، مصر: دار المعارف، س ن، ج4، ص779
30. خواجہ شمس الدین سیالوی، مرآت العاشقین، (مرتبہ: سعید)، ص28
31. ایضاء28
32. نظام الدین اولیاء، محمد، افضل الفوئد، (مرتبہ ملفوظات: امیر خسرو)، دہلی: مطبع رضوی، 13014ھ، ص۱۲۱
33. سمنانی، اشرف جہانگیر، لطائف اشرفی، (مرتبہ: نظام الدین یمنی)، لاہور، حلقہ اشرافیہ، 1999ء، ج۲، ص۲۵۹
34. المنافقون 8:63
35. ذوقی، سید محمد، تربیۃ العشاق، (مرتبہ ملفوظات: حضرت شاہ سید شہید اللہ فریدی)، کراچی، محفل ذوقیہ، 1431ھ، ص۱۰۹
36. حضرت فضل شاہ قطب عالم، ملفوظات اخص الخواص، ص ۲۴۰
37. وارث حسن، شاہ، ملفوظات شماۃ العنبر، (مرتبہ: سید محمد ذوقی)، ص۲۱۳-۲۱۴
38. احمد رضا خان، مولانا، ملفوظات اعلیٰ حضرت، کراچی، مکتبہ المدینہ، 2009، ص 251
39. الضحیٰ 5:93
40. جماعت علی شاہ، سید، ملفوظات امیر ملت، (مرتبہ: محمد افضل حسین شاہ)، ڈسکہ، انجمن خدام الصوفیہ: ص۹۶-۹۷
41. الانعام 6:۱۶۵
42. شیخ شرف الدین یحییٰ منیری فردوسی، معدن المعانی ملفوظات، ص۱۳۶
43. آل عمران 3:۱۱۰
44. نظام الدین اولیاء، خواجہ محمد، افضل الفوائد، (مرتبہ ملفوظات: امیر خسرو)، ص۴۸
45. ایضا، ص۴۳

References

1. Hafeez Siddiqui, Abu al Ijaz, Kashaaf Tanqeedi Islahaat, Lahore, Urdu Science Board, 1985 AD, p 1868
2. Waris Hassan, Shah, Malfoozat Shimat-ul-Amber, (Murataba: Syed Muhammad Zooqi), Karachi, Prime Printers, 2004 AD, p 34-35
3. Qutb-e-Alam, Fazal Shah, Akhs-ul-Khwaas, (Murataba Malfoozat: Nawaz Romani), Lahore: Tasawuf Foundation, 1999 AD, p 245
4. Allaodin Siddiqui, Peer, Muftah-ul-Kinz, (Murataba Malfoozat:Muhammad Anees Siddiqui), Lahore: Muhammad Altaf Nervi, n.d, p 207-208
5. Alnisa4: 80
6. Hazarvi, Muhadis, Malfooz-e-Mehmood, Mehboob Abad: Jamia Hanfia Qadria, 1391 Hijri, p 88
7. Al Imran3: 31
8. Hazarvi, Muhadis, Malfooz-e-Mehmmod, p88
9. Suleman Tonsvi, Khwaja, Nafi-ul-Salkeen, Lahore:1285 Hijri, p 97

10. Naseer-ul-Deen Chirag, Hazrat Khwaja, Malfoozat Khair-ul-Majalis, (Murataba Shair Qalander), Karachi, Wahid book Depot Jona Market, n.d, p 27-28
11. Allaodin Siddiqui, Peer, Muftah-ul-Kinz, p260
12. Ibid, p 106
13. Al-Inaam6: 163
14. Halbi, Noor-ul-Deen, Alseerat-ul-Halbia, Bairoot: Dar-ul-Kutb-al-Almia, 1425 Hijri, volume 1, p 214
15. Salehi, Yousaf, Muhammad bin, Sabl-ul-Huda-Alrishad, Bairoot: Dar-ul-Kutb-al=Almia, volume 1, p 80
16. Muhammad Zooqi, Shah, Sar-e-Dilbaran, Lahore: Al Faisal Nashiran, 2008 AD, p 103
17. Halbi, Noor-ul-Din, Alseerat-ul-Halbia, volume 1, p 214
18. Ibid p 214
19. Salehi, Yousaf, Muhammad bin, Sabl-al-Huda-al-Rishad, volume 1, p 79
20. Al Imran:81
21. Alhidayiq, volume 1, p 45
22. Ibid, p 271
23. Alsabaa:27
24. Bukhari , Muhammad bin Ismail, Alsahi-al-Bukhari, Chapter Qaul-un-Nabi Sallalaho Alaihi Wasalam Jalat, Raqm-ul-Hadees:438
25. Same as above, Chapter Kitab-ul-Tameem, Raqm-ul-Hadees:335
26. Dehalwi, Nasee-ul-Deen, Khwaja, Khair-ul-Majalis, (Murataba: Hameed Shair Qalander), p 87
27. Khawaja Shams-ul-Deen Siyalvi, Mirat-ul-Aashqeen, (Murataba: Saeed), Lahore: Almuarif Ganj Bakhsh, 1998 AD, p 25
28. Saadi Sherazi, Sheikh, Bostan-e-Saadi, Bahawalpur: Maktaba Awaisiya Rizwiya, n.d, p 11
29. Saavi, Hashia, Alsavi Ali-al-Sharah-Al-Sagheera, Egypt:Dar-ul-Muarif, n.d, volume 4, p 779
30. Khawaja Shams-ul-Din Sialvi, Mira't-ul-Aashqeen, (Murataba:Saeed), p 28
31. Ibid 28
32. Nizam-ul-Din Auliya, Muhammad Fazl-ul-Fawaid, (Murataba Malfoozat:Ameer Khusroo), Delhi: Mutba' Rizvi, 13014 Hijri, p 121
33. Samnani, Ashraf Jahangir, Lataif-e-Ashrafi, (Murataba: Nizam-ul-Din Yamni), Lahore, Halqa Ashrafia, 1999 AD, volume 2, p259
34. Almunafiqoon63: 8
35. Zooqi, Syed Muhammad, Tarbiyat-ul-Ushaq, (Murataba Malfoozat: Hazrat Shah Syed Shaheed-ullah Fareedi), Karachi, Mehfil Zooqia, 1431 Hijri, p 109
36. Hazrat Fazal Shah Qutb Alam, Malfoozat Akhs-al-Khwas, p 240
37. Waris Hasan, Shah, Malfoozat Shimat-ul-Amber, (Murataba: Syed Muhammad Zooqi), p 213-214
38. Ahmad Raza Khan, Molana, Malfoozat-e-Aala Hazrat, Karachi, Maktabatul-Madina, 2009 AD, 251
39. Al-Dhuha93: 5
40. Jama'at Ali Shah, Syed, Malfoozat-e-Ameer Millat, (Murataba Muhammad Afzal Hussain Shah), Daska, Anjuman-e-Khudam-al-Soofia: p 96-97
41. Al-Inaam6:165
42. Shaikh Sharf-ul-Deen Yahya Muneeri Fridousi, Moadan-al-Ma'ani Malfoozat, p 136
43. Al Imran3: 110
44. Nizam-ul-Deen Auliyam Khawaja Muhammad, Afzal-al-Fawaid, (Murataba Malfoozat: Ameer Khusroo), p 48
45. Ibid, p 43